قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرتاروتمیں

اتکفر خلفاء النبی تجاسرا
وان کنت قد ساءتک امر خلافتہ
فباذنہ قد وقع ماکان واقعاً
وما استخلف اللّٰہ العلیم کذا ھل
وقضیت امر بخلافۃ موعودۃ

اتلعن من ھو مثل بدر منور
تھارب ملیکاً اجتباھم کمشتر
فلاتنبک بعد ظہور قدر مقدر
وماکان رب الکائنات کمہتر
وفی ذاک آیات لقلب مفکر

مسیح موعود

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط وکتابت منیجر
الفضل قادیان ضلع گورداسپور
کے پتہ
پر ہو
چندہ غیر ممالک سے
سعہ روپیہ

الفضل
مقامی خبران
ایڈیٹر۔ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب

جلد ۲ | مورخہ ۱۴۔ جولائی ۱۹۱۴ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۳۲ھ | نمبر ۱۲

مدینۃ المسیح

شکایت ہے

۱۔ حضرت امیر المومنین صاحبزادہ صاحب کو نزلہ و زکام کی اس لئے درس قرآن مجید بھی نہیں دے سکے۔ آپنے فرمایا۔ کہ اب بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے قرآن شریف کے ذریعہ مسیح موعود کو مانا۔ حالانکہ بموجب حدیث شریف قرآن شریف تو اٹھایا جاچکا تھا اور ایمان ثریا پر چلا گیا تھا۔ اور یہ "رجل من فارس" اتار کر لایا۔ پس یوں کہنا چاہیئے تھا۔ کہ مسیح موعود کے ذریعہ قرآن شریف و احادیث کو مانا۔ اگر کتاب و سنت کا صحیح علم رکھتے اور اسپر عامل ہوتے تو مسیح کے آنے کی کیا ضرورت تھی ؛

۲۔ چار زیر تجویز لڑکوں میں سے تین پاس ہوئے ہیں ؛

۳۔ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق مع اہل و عیال یہیں ہیں۔

تازہ خبریں

آئیندہ سے اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کی ہر ایک مسافر ٹرین میں پانچ آگ بجھانے والے آلے ساتھ رہا کریں گے۔

بدھ کے روز لنڈن میں لیڈی ہارڈنگ پر ایک سخت اپریشن کیا گیا۔ مگر اپریشن نہائیت کامیاب ہوا ہے۔

ایتھنز ۹ جولائی۔ مہاجرین کے متعلق بالعالی کی ایک مصالحانہ یادداشت نے یونان کو اطمینان دلادیا ہے۔ جس سے دوستانہ تعلقات کا راستہ صاف ہوگیا ہے۔

اوٹاوہ ۹۔ جولائی۔ اسٹیفنسن قطب کی مہم کے ممبر جزیرہ رینگل میں تباہ ہوگئے ہیں۔ اس میں دو انگریز ایک اسکاچ اور ایک فرینچ شامل ہے ؛

ہوئرٹہ کی گورنمنٹ باغیوں سے جدید عارضی انتظام کیمتعلق گفتگو کرنے پر آمادہ ہے۔ جنرل ہوئرٹہ اپنے عہدہ سے استعفاء دینے کے لئے بھی تیار ہے۔ اگر اس سے امن و سکون ممکن ہو ؛

سینٹ پیٹرز برگ ۱۰۔ جولائی یوروپین اور ایشیائی روس کے مسلمانوں کے چالیس قائمقام سینٹ پیٹرز برگ میں ایک کانگرس کر رہے ہیں جس میں مسلمانان روس کا ایک مذہبی مرکز قائم کرنے کی تجویز ہے۔ تعلیم کے متعلق کانگرس کا خیال ہے۔ کہ عورتوں کی تعلیم کے بغیر مسلمانوں کی تعلیمی ترقی مشکل ہے ؛

لنڈن ۱۰۔ جولائی۔ کنیڈا گورنمنٹ نے کوموگاٹا کے مسافروں کی جلاوطنی کے اخراجات کو برداشت کرنے سے انکار کردیا ہے کیوں وہ ایسے فضول لوگوں کو یہاں لائے ؛ اس لئے انہیں خود جلاوطنوں کے اخراجات برداشت کرنے چاہئیں ؛

طلباء کی درخواست پر انھوں نے دلچسپ دو تقریریں فرمائیں۔ پہلی تقریر مسئلہ تناسخ پر تھی۔ جس میں آپنے زبردست دلائل سے اس عقیدہ کی غلطی کو واضح کیا۔ اور دوسری تقریر مسئلہ خلافت پر تھی۔ حاضرین نے بڑی دلچسپی سے پیچروں کو سنا۔ میر صاحب اعلان کر چکے ہیں۔ کہ یہاں سے جاکر الحق شایع کر سکیں گے ؛ (۴) مہمانوں میں سے ملک حسن علی سردار خاں گجرات بڑودہ سے کل ہی آئے ہیں (۵) اب فریباً ہر روز کچھ نہ کچھ بارش ہو جاتی ہے

(باہتمام منشی غلام رسول منیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر کیلئے شایع ہوا)

الاخبار و الآراء

نہایت افسوس سے معلوم ہوا کہ لیڈی ہارڈنگ نے وفات پائی۔

البانیہ کی تازہ جنگ

اپیروٹوں نے کورٹزہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ ڈچ افسر محفوظ ہیں۔ اور دلونا جا رہے ہیں۔ کورٹزہ میں تین روز جنگ ہوتی رہی۔ آخری حملے میں اپیروٹوں نے البانیا والوں کو شکست دی۔ شہر میں امن ہے۔ اور باشندے اپیروٹوں کو گرمجوشی سے ویلکم کہہ رہے ہیں۔

آریہ مذہب عالمگیر نہیں ہے

آریوں کی مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش ہے۔ اس کے متعلق پنڈت پورنا نند نے لکھا ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش ہندوستان کی خاص حالتوں پر نظر ڈال کر لکھا گیا تھا۔ اس لئے اسکا دائرہ محدود ہے۔ وہ صرف ہندوستان میں ہی کارآمد ہو سکتا ہے۔ نیز اشاعت مذہب کی غرض سے ممالک غیر میں اس کا زیادہ ترجمہ روانہ کرنا بالکل فضول ہے۔

گویا خود اقرار کر لیا۔ کہ آریہ مذہب تمام جہان کیلئے نہیں۔ کیونکہ وہ کتاب صرف ہندوستان کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ وید کا ترجمہ تو خود آریہ نہیں جانتے۔ باہر کیا پھیلائیں گے۔

مراکو والے ہوش میں آئے

مراکو میں فرانسیسی تہذیب اور اس کے لوازمات نے تباہ کیا۔ بارے اب ہوش آیا۔ کہ سلطان مراکش نے سوا ان نشی چیزوں کے جو بعض ادویہ میں ڈالی جاتی ہیں۔ باقی تمام ایسی اشیاء کی خرید و فروخت اپنے ملک میں بند کر دی ہے۔ اور یہ حکم نافذ کیا ہے۔ کہ جو شخص پہلی دفعہ مذکورہ بالا حکم کی خلاف ورزی کریگا۔ اسے تین سو فرنک سے تین ہزار فرنک تک سزا دی جائے گی۔ اور جو دوبارہ ایسا کریگا۔ اسے تین ماہ سے تین سال تک قید کی سزا دی جائیگی۔ اور جو دکاندار پہلی دفعہ ایسی اشیاء کی خرید و فروخت کریگا۔ اس کی دکان ۶ ماہ کے لئے بند کرا دی جائیگی اور اگر اس نے دوبارہ ایسا کیا۔ تو اس کی دکان ہمیشہ کے لئے بند کر دی جائے گی۔

توہین مذہب کا مقدمہ

ریاست پٹیالہ میں مسٹر رونق رام سکھوں کے مذہب کے خلاف ایک رسالہ الموسوم بہ "خالصہ پنتھ کی حقیقت" لکھنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ نشمبر وت بھی رسالہ مذکور کی تالیف میں شرکت کے اشتباہ میں ماخوذ ہوا ہے۔ یہ مقدمہ جولائی کو پیش ہونے والا تھا۔ مگر اس روز عدالت میں پیش نہیں ہوا۔

تمام آریہ اخبارات سکھوں کے خلاف لکھ رہے ہیں اور اپنے قلموں کے رخ ریاست پٹیالہ کی طرف کر دیتے ہیں۔ دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

ایک پیسہ اور ایک پائی جرمانہ

ضلع ہزارہ میں ایک سفید پوش بوقت صبح لکڑی کا گڈا باہر سے کاٹ کر گھر لایا۔ کلہاڑی اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے اپنے گھر میں اپنے بڑے بھائی کی بیوہ کے ساتھ ایک زمیندار کو بحالت بدفعلی دیکھا۔ سخت غصہ میں آکر اس نے کلہاڑی سے مگر اس کی الٹی طرف سے زانی کو مارا جس سے وہ مر گیا۔ اور ایک زنگدار پرانے استرہ کو اٹھا کر اپنی بھاوج کا ناک خفیف سا زخمی کیا۔ دونوں جرموں میں پولیس نے اس کا چالان کیا۔ صاحب مجسٹریٹ نے ملزم کو ایک مقدمہ میں ایک پیسہ اور دوسرے میں ایک پائی کی سزا دی کہ اس سے زیادہ باعث اشتعال طبع کا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

انڈیا کونسل کا نیا مسودہ رد

گورنمنٹ نے انڈیا کونسل کے متعلق جو نیا مسودہ ہوس آف لارڈس میں پیش کر رکھا تھا۔ مسترد ہو گیا اس مسودہ میں ایک بات ہندوستانیوں کے حق میں تھی۔ اور وہ یہ کہ اس میں درج تھا۔ کہ کونسل کے دو ہندوستانی ممبر لازمی طور پر ہوا کریں گے۔ اور وزیر ہند یہ دو ممبران چالیس ناموں میں سے منتخب کریں گے۔ جو وائسرائے کی کونسل کے غیر سرکاری ممبر پیش کریں گے۔

باوا نانک پر حملہ

تت خالصہ والے کہتے ہیں کہ پہل ہم نے نہیں کی۔ بلکہ پہل دیانندجی نے کی۔ جنھوں نے باوے نانک کے متعلق چند الفاظ ستیارتھ پرکاش میں لکھ کر سکھوں میں ناراضگی کا بیج بویا۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے۔ کہ پہل سوامی دیانند جی نے نہیں کی۔ بلکہ پہل باوے نانک نے کی۔ جس نے آریہ سماج کے قابل تعظیم رشیوں اور ویدوں کے متعلق اپنے گرنتھ میں حد سے زیادہ زہر اگلا۔ اگر مجھے ایڈیٹر صاحب اخبار ہذا اجازت دیں گے۔ تو میں آریہ پبلک کو بتلا دونگا۔ کہ باوے نانک نے غیر مت منانتروں کا کھنڈن کرتے ہوئے کس طرح گالی گلوچ سے کام لیا۔

باوا نانک علیہ الرحمۃ نہایت مقدس انسان تھے۔ پرکاش کے نامہ نگار کا دعوے جہاں تک ہم خیال کرتے ہیں بالکل غلط ہے۔

وائسرائے کی میعاد حکومت

پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں وزیراعظم نے اعلان کیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کا ارادہ یہ نہیں ہے۔ کہ ہندوستان کے وائسراؤں کی مسلسل میعاد حکومت کے متعلق قواعد کو منسوخ کیا جائے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کی میعاد میں توسیع مشکل ہے۔

فوجی کمیشن

جنگ بلقان کی غلطیوں کی تحقیق کی جائے گی۔ اور اس کے لئے ایک اعلیٰ فوجی کمیشن اجلاس کریگا۔

قانون سیاسی کے رو سے اس اعلیٰ کمیشن کے ستائیس رکن ہونگے۔ ان میں سے نو ہاؤس آف لارڈز کے ممبر اور نو گورنمنٹ کی مجلس شوریٰ کے ارکان ہوں گے۔ اور نو ارباب حل و عقد میں سے ہوں گے۔ یہ کمیشن اپنا فیصلہ لکھے گی۔ اور اس فیصلہ کو اعلیٰ فوجی کونسل میں پیش کرے گی۔ کونسل کو اختیار ہوگا۔ کہ یا تو وہ نہائیت زبردست پیرائے میں اس فیصلہ کو رد کر دے ورنہ اسے مجبوراً اس کمیشن کے فیصلہ کو ناطق ماننا پڑیگا۔ اور مجرم تکبین کو قرار واقعی سزا ملے گی۔

السٹر کی اندیشناک حالت

بلفاسٹ میں سواروں کی پولیس کا ایک دستہ بنایا گیا ہے جو گولیوں کے کارتوسوں سے مسلح ہے۔ محکمہ چونگی کے افسروں نے ایک جہاز میں کارتوس کے دو سو چالیس تھیلے پکڑے ہیں۔ مسٹر برل نے ہاؤس آف کامنز میں بیان کیا۔ کہ آئرلینڈ کی نیشنلسٹ والنٹیروں کی تعداد ایک لاکھ ۲۳ ہزار تک پہنچ گئی ہے اور السٹر کے والنٹیرز کی تعداد پچاسی ہزار

السٹر کی اتحادی کونسل نے شائع کیا ہے۔ السٹر سے امپیریل گورنمنٹ کے اٹھ جانے سے اسبات کی سخت ضرورت ہے کہ ایک عارضی حکومت قائم کیجائے تاکہ امن میں خلل اندازی نہ ہو۔ اسطرح السٹر امپیریل گورنمنٹ کا ایک جزو رہے۔ آئرش پارلیمنٹ کی حکومت السٹر پر تسلیم نہیں کی جائیگی۔

لنڈنڈری میں ۲۰۰۰ پونڈ قیمت کے اسلحہ گرفتار کئے گئے ہیں۔ جو فرنیچر کی شکل میں بھیجے جا رہے تھے۔ والنٹیرز اس سامان کے گرفتار کرنے والوں کو روکنے کیلئے بہت جلد جمع ہو گئے۔ لیکن پولیس کی جمعیت نے انہیں منتشر کر دیا۔ بلفاسٹ کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ سامان حرب کی تین لاکھ ۵۰ ہزار تھیلیاں کوئلے کے تھیلوں کی شکل میں بلفاسٹ میں اتاری گئی ہیں۔ اور مشین سے چلنے والی چالیس توپوں کے پہنچنے کی بھی خبر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۱۴ء

مسئلہ حج کے متعلق نئی تجاویز

نمبر ۱

قارئین کرام کو یاد ہوگا۔ کہ الفضل جلد ۱ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ میں ہم۔ نے گورنمنٹ اور حجاج کے ماتحت ایک مسلسل اور نہائت مبسوط مضمون درج کیا تھا۔ جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا لکھا ہوا تھا۔ جو کہ اس وقت الفضل کے ایڈیٹر تھے۔ آپ نے یہ مضمون اپنے ذاتی تجربات اور عینی مشاہدات کی بناء پر رقم فرما کر ان قواعد اور تجاویز پر ایک مدلل اور مفصل بحث کی تھی۔ جو کہ لارڈ سیڈنہم سابق گورنر بمبئی کی گورنمنٹ نے گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۳ء کو روانہ . . . کی تھیں۔ لارڈ سیڈنہم کی تجاویز کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ حاجیوں کو بمبئی سے جدہ تک پہنچانے کے لئے ایک ہی کمپنی کو اجارہ دیا جائے۔ اور اس سے کرایہ کی شرح مقرر کرلی جائے۔ اور ہر ایک حاجی کے لئے واپسی ٹکٹ لینا لازمی کردیا جائے۔ اگر کوئی حاجی سرزمین حجاز میں فوت ہوجائے۔ تو جہاز ران کمپنی ٹکٹ کا غیر مستعمل حصہ ملنے پر کمشنر پولیس کو مبلغ پچاس روپیہ اس کے ورثا کو پہنچانے کے لئے ادا کرے۔ اور اگر کوئی حاجی وہیں اقامت اختیار کرلے۔ یا اور کسی راستہ سے واپس آجائے۔ اور وہ اس ٹکٹ سے جو کہ اس نے واپس آنے کے لئے خریدا تھا۔ فائدہ نہ اٹھائے تو بھی کمپنی مذکور غیر استعمال شدہ ٹکٹ کو لیکر اسی قدر رقم چارج شدہ کرایہ سے واپس کردیگی۔ بشرطیکہ ایک سال کے اندر اس رقم کا مطالبہ کیا جائے۔ ہر ضلع میں حج کمیٹیاں مقرر کی جائیں جن کا کام حجاج کی تکالیف دور کرنے کے لئے چندہ جمع کرنا ہو اور عوام الناس میں ان کا رسوخ بڑھانے کے لئے پاسپورٹ دینے کا کام بھی انہی کے سپرد کردیا جائے۔ اور ان کا یہ بھی کام ہو۔ کہ نادار اور مفلس شائقان حج کو عزم حج سے باز رکھیں ان تجاویز کی بناء پر جب مختلف جہاز ران کمپنیوں سے کرایہ کے متعلق بات چیت کی گئی۔ تو صرف بمبئی پرشیا سٹیم نیویگیشن کمپنی نے مندرجہ ذیل شرائط کے ماتحت اجارہ لینا منظور کیا

(۱) پہلے دو سالوں کے لئے واپسی ٹکٹوں کی شرح کرایہ حسب ذیل ہوگی:

(الف) ۲۶۔ ستمبر سے ۱۰۔ اکتوبر تک ۱۶۰ روپیہ۔
(ب) ۲۷۔ اگست سے ۲۵۔ ستمبر تک ۱۴۰ روپیہ
(ج) یکم اگست سے ۲۶۔ اگست تک ۱۲۰ روپیہ
(د) یکم اگست سے قبل ۱۰۰ روپیہ

(۲) قرنطینہ کی فیس جو اس وقت چھ روپے ہے اور ہمیشہ ایک شرح پر نہیں رہتی، چارج شدہ کرایہ میں شامل نہ ہوگی اور یہ مسافر خود ادا کریگا۔

(۳) اگر کوئی مسافر مرجائے۔ تو اس کی وفات کی کونسل برطانیہ کے تصدیق کرنے پر کرایہ میں سے بشرح پچاس فیصدی کمپنی مذکور کمشنر پولیس بمبئی کو اس کے ورثا کے پہنچانے کے لئے ادا کردیگی۔

اس وقت گورنمنٹ آف انڈیا نے کمپنی مذکور کی ان شرائط پر یہ اعتراض کیا تھا۔ کہ شرح کرایہ موجودہ کرایہ سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ حالانکہ موجودہ صورت میں متعدد کمپنیوں کا ایک دوسری سے مقابلہ ہوجانے کی وجہ سے کرایہ اس سے بہت کم ہوجاتا ہے۔ ان حالات کی موجودگی کی وجہ سے گورنمنٹ آف انڈیا نے مناسب سمجھا۔ کہ انجمن ہائے اسلامیہ اور حج کمیٹی سے مشورہ طلب کرکے ان تجاویز میں اصلاح کیجائے۔ اس لئے اس نے گورنمنٹ آف بمبئی کو ہدایت دی اور لکھا۔ کہ عام مسلمانوں اور حج کمیٹی کی رائے سے گورنمنٹ آف انڈیا کو مطلع کیا جائے اور یہ بھی لکھا۔ کہ مناسب سمجھوتہ ہوجانے کی صورت میں گورنمنٹ آف انڈیا ایسی کمپنی کو جو حاجیوں کے سوار کرنے کا ٹھیکہ لے گی مالی امداد بھی دے سکتی ہے یہ خط وکتابت گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ آف بمبئی کے درمیان اس لئے ہوئی۔ کہ ہر سال ہزاروں نادار اور مفلس مسلمان حج کرنے کے لئے چلے جاتے ہیں۔ جو کہ جانے کا کرایہ تو جوں توں کرکے ادا کردیتے ہیں۔ لیکن واپسی اور زادراہ کے لئے ان کے پاس کافی سرمایہ نہیں ہوتا۔ اس لئے جدہ میں بھوکوں مرنے لگتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کو ہزاروں روپئے ہر سال خرچ کرکے ان کو وطن پہنچانا پڑتا ہے۔ پیشتر ازیں ۱۹۰۶ء میں بھی اس معاملہ کی نسبت بعض تجاویز زیر غور تھیں جنکو مسلمانوں کی مخالفت کی وجہ سے۔ ترک کرنا پڑا تھا۔ لیکن دن بدن حجاج کی تکالیف میں اضافہ ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ نے اس معاملہ کی نسبت دوبارہ آواز اٹھائی۔ اور پچھلے سال بمبئی گورنمنٹ نے مذکورہ بالا تجاویز پیش کیں۔ جن پر مسلمانوں کی طرف سے عام طور پر یہ اعتراض کئے گئے۔ کہ اس طرح اول عام لوگوں میں یہ خیال پھیل جائیگا۔ کہ گورنمنٹ ہمارے ایک مذہبی فرض میں دست اندازی کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ ہم اس فرض کو مجبور ہو کر ترک کردیں دوسرا ایک ہی کمپنی کو اجارہ دینے سے حاجیوں کی صعوبتوں میں اور اضافہ ہوجائیگا۔ اور انھیں اس آرام و آسائش سے جو مقابلہ کی وجہ سے اٹھا سکتے تھے محروم رہنا پڑیگا۔ تیسرے اس اتنے لمبے اور کٹھن سفر میں حاجی واپسی ٹکٹ کو محفوظ نہیں رکھ سکیں گے۔ اور ضائع جانے کی صورت میں انھیں نقصان کا متحمل ہونا پڑیگا چوتھے دلال موقوف ہوجائیں گے جن کی وجہ سے انجان اور ناواقف حاجیوں کو بہت کچھ آرام پہنچتا ہے۔ پانچویں مختلف کمپنیوں کے مقابلہ کی وجہ سے جو تخفیف کرایہ میں ہوتی تھی۔ ایک ہی کمپنی کا اجارہ ہوجانے کی وجہ سے اس سے مستفیض نہ ہوسکیں گے چھٹا جو کرایہ کمپنی نے واپس دینا منظور کیا ہے۔ وہ بہت ہی کم ہے۔ ساتویں جو حاجی فوت ہوجائیگا۔ اس کی شہادت کونسل کے سامنے کون دیگا۔ اور کون اس کا مددگار ہوگا۔ جو کہ کونسل جدہ سے اس کی وفات کی تصدیق کرائیگا۔ تو چونکہ اس کی وفات کی تصدیق نہ ہوسکیگی۔ اس لئے وہ روپیہ جو اس کے ورثا کو ملنا چاہئے تھا کمپنی کے خزانہ کی زیادتی کا ہی باعث ہوگا۔

الفضل کے سابق محترم ایڈیٹر صاحب نے اپنے تجربے اور مشاہدہ کی بناء پر ان تجاویز کو جو گورنمنٹ نے مسلمانوں کے سامنے پیش کی تھیں۔ اور ان اعتراضوں کو بھی جو مسلمانوں کی طرف سے ان تجاویز پر کئے گئے تھے۔ مدنظر رکھ کر اس موضوع پر ایک جامع اور مانع بحث کی تھی۔ کہ حجاج کو موجودہ صورت حال میں واقعی کوئی تکالیف ہیں بھی یا نہیں۔ اور اگر ہیں تو کیا کیا ہیں اور ان کے ہونے کے بواعث کیا ہیں۔ اور وہ کس طرح دور ہوسکتی ہیں۔ جسقدر تکالیف کا سامنا ایک امیر سے لیکر غریب حاجی تک کو ہوسکتا ہے۔ ان کا نقشہ نہایت شرح اور بسط سے مضامین میں کھینچ کر اس طرح پبلک کے سامنے رکھا گیا تھا۔ کہ اس مضمون کو پڑھکر ہر ایک شخص بخوبی حجاج کی تکالیف کا اندازہ لگا سکتا تھا

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

گناہ سوز مذہب

مذہب کی غرض

انسان کی پیدائش کی اصلی غرض یہ ہے۔ کہ وہ اپنے مالک اور خالق حقیقی کو پہچانے۔ اور اس سے تعلق محبت کو مستحکم اور مضبوط کرے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ تعلق لگانے کیلئے کچھ علامات اور شرائط اور مناسبات ہوا کرتی ہیں۔ جب تک وہ پوری نہ ہوں کبھی پیوند اور تعلق نہیں ہو سکتا۔ کیا مشاہدہ اور تجربہ گواہی نہیں دیتا۔ کہ خربوزہ خربوزے سے رنگ پکڑتا ہے۔ اور دوست دوست کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ پس محبت کیلئے ضروری ہے۔ کہ محب محبوب کے صفات سے متحلی اور پیراستہ ہو اور جہاں تک ممکن ہو۔ اُس کے قرب کے وسائل اور ذرائع تلاش کرے۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ جو تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اُس کے لئے لابدی اور ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے تئیں پاک کرے۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ اپنے آپکو گندوں اور آلائشوں سے پاک رکھے جوں جوں یہ گناہوں سے پاک ہوتا جائیگا۔ اسکا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھ مضبوط اور مستحکم ہوتا جاویگا۔ حضرت مسیح موعود ع نے کیا ہی سچ فرمایا ہے۔

کوئی جو اُس پاک سے دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے

پس مذہب کی بڑی غرض یہی ہو سکتی ہے۔ کہ وہ مخلوق اور خالق میں مضبوط تعلق پیدا کرے۔ اور چونکہ یہ تعلق گناہوں کے چھوڑنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے سچے مذہب کا یہی کام ہوگا۔ کہ وہ ان لوگوں کو جو اس پر چلتے ہیں۔ گناہوں سے پاک کرے۔ اور تزکیہ نفوس کے تمام وسائل اور ذرائع سے مالامال کرے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا۔ ضرور وہ بامراد اور مظفر و منصور ہو گیا ہے جس نے اپنے تئیں پاک بنا لیا۔ اور نامراد ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے تئیں گندوں میں آلودہ کر دیا۔

گناہ یقین سے دور ہوتا ہے

یہ امر محسوس اور مشہور ہے۔ کہ انسان دوسرے کے سامنے بدی کرنے سے مضائقہ کرتا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے۔ کسی کے سامنے بدی کا ارتکاب نہیں کرتا۔ الاثم ماحاک فی صدرک۔ گناہ وہ ہے۔ جو تیرے سینہ میں کھٹکے۔ اس مطالعہ سے ہم اس نتیجہ تک پہنچے ہیں۔ کہ انسانی فطرت اس بات پر مجبول ہے کہ وہ گناہ دوسروں کے سامنے نہیں کرتا۔ مگر کیا وجہ ہے۔ کہ انسان یہ جانتا ہوا کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر بھی وہ اس سے حیا نہیں کرتا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس کا یہ ایمان کہ اللہ ہے اور وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ بہت ناقص ہے۔ ورنہ وہ کبھی بھی گناہ کے ارتکاب پر جراءت اور دلیری نہ کرتا۔ اگر انسان کو اتنا بھی علم ہوتا۔ کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ تو وہ کبھی بھی گناہ کی طرف رغبت اور میلان نہ کرتا۔ کیونکہ وہ لوگوں کے سامنے گناہ کی جراءت نہیں کرتا۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے عین سامنے گناہ کر رہا ہے بات یہی سچی ہے۔ کہ اُس کو خدا تعالےٰ پر ایمان ہی نہیں ہوتا یا اگر ایمان ہوتا ہے تو بہت ہی ادنیٰ درجہ کا جو کہ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ اسی لئے مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْءً بِجَہَالَۃٍ۔ جو تم میں سے نادانی اور جہالت سے برائی کرتا ہے۔ جوں جوں خدا تعالیٰ کے ساتھ ایمان اور یقین بڑھتا جاتا ہے۔ گناہ دُور اور کافور ہوتے جاتے ہیں۔ اور جوں جوں خدا سے دُوری ہوتی جاتی ہے شیطنت اور شرارت بڑھتی جاتی ہے۔

یقین صرف اسلام میں ہے

اب ہمیں ایسے مذہب کی تلاش ہے۔ جو کہ ہمارے گناہوں کو بالکل جلا دے۔ اور تخم گناہ کو بالکل انسانی طبیعت سے اکھاڑ دے۔ جو مذہب انسان کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین دلاتا ہے کہ گویا دکھا ہی دیتا ہے۔ یقیناً ایسا مذہب مذہب بنانے کے قابل ہے کیونکہ اس پر چلنے سے انسان پاک ہو جاتا ہے اپنے خالق سے تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ اور دنیاوی اسباب سے اسکا دل برداشتہ ہو جاتا ہے سو ہم نے بڑے غور سے اس بات کو دیکھا ہے۔ کہ یہ بات کسی مذہب میں میسر نہیں آ سکتی۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ اس کے عابد کو شرف مکالمہ مخاطبہ بخش سکے۔ تمام مذاہب محض قشر رہ گئے ہیں۔ ان میں مغز نہیں ہے بغیر مغز کے چھلکا کسی کام کا نہیں ہوتا۔ آجکل جو مذاہب میدان جنگ میں بڑی سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اگرچہ ہر ایک ان میں سے اپنے تئیں بڑا حسین جمیل دلربا دکھا رہا ہے مگر ان کی ظاہری اشکال جمیلہ پر فریب میں نہ آنا۔ کیا سانپوں کی دلفریب موہنی صورتوں سے بڑھ کر خوبصورت ہیں؟ مگر دیکھو ان کے اندر ہلاہل اور سموم بھرے ہوئے ہیں۔ سانپوں کے زہر تو صرف اجسام کو ضرر پہنچاتے ہیں۔ مگر یہ ارواح کو تباہ اور ہلاک کر دیتے ہیں۔ سانپوں کا زہر محض چند روزہ ہوتا ہے مگر انکا اثر بعید زمانہ تک چلا جاتا ہے۔ سنبھال کر عالم مذاہب میں قدم رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پھسل جاؤ۔ اور ایسے گرو۔ کہ پھر اٹھ نہ سکو۔ مذہب اختیار کرتے وقت بڑی سوچ بچار سے کام لو۔ اور اپنی تسلی اور تشفی کر لو۔ پہلے اس کے کہ تم اپنے تئیں زہر کا پیالہ پلا دو۔ سب سے پہلے مذہب کی غرض پہچانو۔ اور یہ سوچو۔ کہ تم کیوں پیدا ہوئے۔ اور کونسا مذہب اس غرض کو پورا کر سکتا ہے۔ ہر مذہب سے سوال کرو۔ کہ آیا وہ اُس کے خالق سے اُس کو ملا سکتا ہے۔ اس سے اس کا تعلق محبت لگا سکتا ہے۔ اس سے ایسا یقین اس میں پیدا کر سکتا ہے۔ کہ یہ پاک ہو جاوے۔ سو مسلمانوں کو مبارک ہو۔ کہ تمام مذاہب محض گذشتہ قصص بن گئے ہوئے ہیں۔ ان کے باغات میں قدیم زمانہ میں پھل لگا کرتے تھے آج وہ خاویۃ علی عروشہا ہیں۔ آج کل تمام باغ خشک ہو گئے ہیں۔ بھلا وہ شخص کیسے تسلی پکڑ سکتا ہے جس کو اس وقت میوہ جات اور پھلوں کی ضرورت ہو۔ اور اسے جواب میں کہا جاوے کہ ہمارے باغ میں پہلے بڑے پھل لگا کرتے تھے۔ اور پھر اُس کے اثبات میں طولانی تقاریر اور خشک لفاظی سے کام ہووے کیسا بیوقوف ہے وہ شخص جو اس کے کہے پر چلے۔ اور اُس کے خشک باغ میں ڈیرہ لگا لے۔ کہ پہلے زمانہ میں اس میں بڑے پھل لگا کرتے تھے ہم ایسے باغ کو کیا کریں۔ جو فی زمانہ خشک پڑا ہے صرف کہانیوں سے ہماری آرزو نہیں پوری ہو سکتی۔ سو تمام اہل دنیا کو خوشخبری اور مژدہ ہو۔ کہ اگرچہ دنیا کے تمام مذاہب جو ان کے باغ کا کام دیتے ہیں وہ سب کے سب خشک ہو گئے ہیں۔ مگر پھر بھی اسلام کو از سر نو خدا تعالیٰ نے زندہ کر دیا ہے۔ اگرچہ ایمان ثریا پر چلا گیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کے رسول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود اور مہدی مسعود نے دوبارہ زمین پر اس کو سرسبز کر دیا ہے۔ جو اس باغ میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ اس کے اثمار شیریں سے لطف اٹھاتے ہیں۔ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْھَا مِنْ ثَمَرَۃٍ رِّزْقًا قَالُوْا ھٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِہٖ مُتَشَابِھًا وَلَھُمْ فِیْھَا اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ۔ مومن جو نیک کام کرتے ہیں انکو خوشخبری دیدو کہ انکے باغات ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ وہاں سے رزق کھاتے رہیں گے اور ہمیشہ ان میں رہیں گے۔

جتنے تھے باغ پہلے سب خشک ہو گئے ہیں۔
ہر طرف میں نے دیکھا۔ بستاں ہرا یہی ہے۔

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۹ - سُورۃ الجنّ - بقیہ رکوع اوّل -

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس سے یہ سلوک کیا جاتا ہے - کہ اس کے اعمال حسنہ تو زیادہ ہوں - مگر جزا کم اعمال کی ملے - اور نہ یہ ہوتا ہے کہ زبردستی اس کی طرف کوئی گناہ منسوب کر دیا جائے ؛

وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِکَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝

اور ہم میں سے بعض تو مسلمان ہیں - لیکن بعض اصل رستہ سے پھرے ہوئے ہیں - پس جو فرمانبردار ہوئے وہی ہیں جنھوں نے قصد کیا ہے خیر اور بھلائی کا ؛

وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَکَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝

اور جو لوگ راستہ سے ایک طرف ہو گئے ہیں - وہ دوزخ کا ایندھن ہیں ؛

وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰھُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝

اور اے نبی ان لوگوں کو یہ بھی سنا دے کہ مجھے یہ بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر لوگ اس راستہ پر قائم رہیں گے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے تو ہم ان کو پانی پلائیں گے جو کثرت سے ہوگا - یعنی کثرت سے وقت پر بارشیں ہونگی - غلہ پیدا ہوگا - جس سے لوگ خوشحال ہونگے ؛

لِّنَفْتِنَھُمْ فِیْهِ ؕ وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّهٖ یَسْلُکْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝

اور یہ مال اور دولت اس لئے ہوگی تاکہ آزمائیں کہ کون اللہ کی ہدایت میں بڑھتا ہے - اور کون اس سے منہ پھیرتا ہے جو اللہ کے ذکر سے اعراض کرتا ہے - اللہ تعالیٰ اسے ایک چڑھنے والے عذاب میں داخل کرے گا - چڑھنے والے سے مُراد ہے کہ جیسے ایک چیز انسان پر چاروں طرف سے چڑھنی شروع ہو جائے - تو آخر اسے سب طرف سے گھیر لیتی ہے - اسی طرح یہ عذاب ہر طرف سے انسان کو گھیر لیگا - اور اسپر غالب آجائیگا - اور وہ اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہ پائیگا ؛

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝

مجھے خدا کی طرف سے خبر دی گئی ہے - کہ دنیا کی تمام عبادت گاہیں خدا تعالیٰ کے لئے ہی بنائی گئی ہیں - پس ان میں اللہ کے ساتھ دوسروں کے نام مت پکارا کرو - یہ قرآن شریف کا ایک دعویٰ ہے جو بالکل سچا ہے - کہ دنیا میں جس قدر عبادتگاہیں - مندر - گرودوارے - کلیسے بنائے گئے ہیں - ان کی ابتدائی غرض خدا تعالیٰ کی پرستش ہی تھی - لیکن بعد میں شرک پھیل گیا - اور ان عبادت گاہوں میں بھی شرک ہونے لگا - اس سے قرآن شریف لوگوں کو یہ بتاتا ہے کہ تمہارے پہلے بزرگ مشرک نہ تھے - بلکہ وہ تو نیک تھے - وہ خدا کے لئے ہی عبادت کیا کرتے تھے - لیکن تم رستہ بھول گئے ہو تو جب تمہارے بڑوں نے عبادت گاہیں خدا کی عبادت کے لئے بنائی تھیں - تو تم کیوں ان میں شرک کرتے ہو ؛

وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ۝ ع

اور یہ بھی وحی کے ذریعہ بتایا گیا ہے کہ جب کوئی اللہ کا بندہ کھڑا ہوتا ہے کہ اسے پکارے - تو لوگ اس کو چمٹنے لگتے ہیں - بعض لوگ اس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ یہ جنات کا ذکر ہے کہ وہ ارد گرد سے اسے گھیر لیتے ہیں - لیکن میرا خیال ہے کہ اس آیت کو اگلی آیت سے ملا کر حل کرنا چاہئے کہ جب اللہ کا بندہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتا ہے - تو دشمن اس کو گھیر لیتے ہیں - اور اوپر چڑھ آتے ہیں - دوسرے لوگوں کو اس کے معنے کرنے میں بڑی بڑی مشکلات پیش آئی ہیں - لیکن ہم نے تو خود یہ نظارہ دیکھا ہے - کہ جب کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہیں لیکچر دیتے تھے - تو ایسے آدمی جن کو مذہب سے کوئی بھی تعلق نہ ہوتا تھا - وہ بھی آپکے ارد گرد ٹوٹے پڑتے تھے ؛

لِبَدًا - کے معنے ہیں کہ ایسا ہجوم کر لینا کہ ایک آدمی دوسرے سے جڑ جائے ؛

سُورۃ الجنّ رکوع دوم

(مورخہ ۱۳ - مئی سنہ ۱۹۱۴ء)

دنیا میں بڑے بڑے مصلح پیدا ہوئے ہیں - جنھوں نے اپنی عمریں اسی راہ میں خرچ کر دی ہیں - ہر قوم میں ہر ملک میں ہر علاقہ میں حتی کہ ہر ایک گاؤں میں ایسے آدمی ہوتے چلے آئے ہیں جنکی توجہ لوگوں کی اصلاح کی طرف ہوتی رہی ہے - ایسے مصلحین کی خواہ کوئی بات مانے یا نہ مانے - لیکن وہ اپنا کام کئے جاتے ہیں - ان کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ لوگ ہماری باتیں مانتے نہیں - ہمیشہ سے اس قسم کے انسان ہوتے آئے ہیں - جو کہ لوگوں کی اصلاح کی طرف لگے رہتے ہیں - انکی طبیعت ہی ایسی ہوتی ہے - کہ وہ مخلوق کو ہر وقت ہدایت کی طرف بلاتے رہتے ہیں - ان ظاہری کاموں اور ہدایتوں میں سے جن کے لئے ان مصلحین نے لوگوں کو بلایا ہے - سب سے بڑا کام توحید کی تعلیم ہے - جس قدر مصلحین کی جماعت اس معاملہ میں مشترک ہے - اس قدر اور کسی بات میں مشترک نہیں - سب اس بات پر متفق ہیں کہ خدا ایک ہے - نوح علیہ السلام نے ایک ہی خدا کی تعلیم دی - ابراہیم علیہ السلام آئے تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ خدا ایک ہے - صالح آئے تو یہی کہا - ہود آئے تو یہی کہا - موسیٰ - ہارون کی بھی یہی تعلیم تھی - داؤد و سلیمان نے بھی یہی بتایا تھا - غرضیکہ جس قدر بھی انبیاء آئے - سب نے

یہی کہا کہ خدا ایک ہے۔ پھر ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی تعلیم دی کہ خدا ایک ہے دو نہیں۔ کل دنیا کے بزرگ گو وہ کسی زمانہ کسی ملک یا کسی علاقہ میں ہوئے ہوں۔ اسی بات میں مشترک ہیں اور ان کی باقی تعلیموں میں بڑا اختلاف ہے کسی زمانہ میں منوانے والا یہ منواتا ہے۔ کہ موسیٰ خدا کا رسول ہے۔ کسی زمانہ میں منوانے والا عیسیٰ کو خدا کا نبی منواتا ہے۔ اور کسی زمانہ میں ابراہیم۔ نوح اپنی اپنی نبوت پیش کرتے ہیں۔ ان کی تعلیموں میں زمانوں کے لحاظ سے بہت فرق ہے۔ پھر نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ میں ہر ایک زمانہ کے مطابق اختلاف ہوتا رہا ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ کانشی کا حج کیا جاتا تھا۔ پھر بیت المقدس کا حج کیا جاتا رہا۔ پھر اب بیت اللہ کا حج کیا جاتا ہے زکوٰۃ کا بھی یہی حال تھا۔ کسی زمانہ میں کسی رنگ میں زکوٰۃ دی جاتی تھی۔ اور کسی زمانہ میں کسی اور طرح سے۔ روزے کبھی کسی وقت رکھے جاتے تھے۔ اور کبھی کسی وقت۔ اب تک بھی ہندوؤں۔ عیسائیوں اور یہودیوں میں روزے رکھنے کے بعض طریق رائج ہیں۔ غرضیکہ ہر ایک نبی کے زمانہ کی باقی تعلیمیں الگ الگ تھیں۔ لیکن اگر کوئی تعلیم شروع سے لے کر اب تک نہیں بدلی۔ تو وہ لا الٰہ الا اللہ ہی ہے۔ کیونکہ باقی باتیں بدلتی آئی ہیں۔ اور یہ کبھی نہیں بدلی۔ تو جب صرف یہی ایک تعلیم سب انبیاء میں مشترک ہے۔ تو اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس تعلیم کے پھیلانے کے لئے کس نے زیادہ کوشش کی ہے۔ اور کون زیادہ کامیاب ہوا ہے۔ پس جو اس بات میں سب سے بڑھا ہوا ہو گا۔ وہی سب انبیاء سے اولوالعزم اور بڑا ہو گا۔ اس اصل کے مطابق جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہمیں اس سے انکار نہیں۔ کہ حضرت نوح۔ حضرت عیسیٰ۔ رام چندر جی۔ کرشن جی اور دیگر انبیاء نے اپنے اپنے زمانے میں توحید کی اشاعت کی ہے۔ لیکن جو عشق اور تڑپ اس غرض کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی۔ وہ کسی میں نہ تھی۔ آپ اُٹھتے بیٹھتے۔ چلتے۔ پھرتے۔ سوتے۔ جاگتے۔ یہی اعلان کرتے رہتے تھے۔ کہ خدا کو ایک سمجھو۔ کوئی وقت آپ خالی نہ جانے دیتے تھے۔ کوئی بات آپ نے دینی یا دنیوی ایسی نہیں رکھی۔ جس میں خدا تعالےٰ کی وحدانیت کا ذکر نہ ہو۔ حج میں۔ نماز میں۔ زکوٰۃ میں۔ نکاح کے خطبے میں توحید باری کا ذکر فرمایا اور حکم دیا کہ حج صرف خدا کے لئے کیا جاوے۔ اور کسی غرض سے نہ ہو۔ نماز صرف خدا کے لئے پڑھی جائے۔ ریا کا اس میں دخل نہ ہو۔ زکوٰۃ خدا کے لئے ہی دی جائے۔ اور کسی کے نام پر نہ دی جائے۔ بچے کے پیدا ہونے کے وقت جو پہلی آواز اس کے کان میں ڈالی جاتی ہے وہ لا الٰہ الا اللہ ہی ہے۔ پھر مسلمان ہر روز پانچ وقت بلند میناروں پر چڑھ کر کس بات کا اظہار کرتے ہیں۔ یہی کہ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ۔

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابتداء سے لے کر انتہا تک کا زمانہ دیکھتے جاؤ۔ یہی بات پاؤ گے۔ کفار نے آپ کو بڑا طمع اور لالچ دیا اور چاہا کہ آپ کو اس بات سے پھرا لیں۔ لیکن آپ نے کہا کہ اگر تم سورج اور چاند کو میرے دائیں اور بائیں لا کر رکھ دو۔ تب بھی میں اس بات سے باز نہیں رہوں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آپ کی بڑی مدد کیا کرتے تھے۔ کفار اُن کے پاس گئے۔ اور کہا کہ آپ ان کو سمجھائیں۔ آپ کے چچا نے آپ کو کہا کہ لوگ تنگ کرتے ہیں اس بات کو جانے دو۔ تو آپ نے جواب میں کہا۔ کہ آپ اپنی مدد کے خیال سے مجھے یہ کہتے ہیں۔ آپ چاہیں تو آیندہ مدد بند کر دیں۔ لیکن میں کبھی اس بات سے رُک نہیں سکتا ۞

پھر آپ کو توحید کے پھیلانے کا اس قدر خیال تھا کہ جب آپ کی وفات کے دن قریب آ گئے۔ اور یقین ہو گیا کہ وفات ہی ہو گی تو آپ نے کس لطیف پیرائے میں مسلمانوں کو توحید کی تعلیم دی۔ جو سوز و گداز سے پُر تھی۔ آپ آیندہ کے خیال سے کہ کہیں ان لوگوں میں پھر شرک نہ آجائے۔ گھبرا کر اپنے مُنہ پر کپڑا ڈال لیتے اور پھر پھرا کر اُتار دیتے۔ اور فرماتے جاتے۔ کہ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ اس سے یہ بتایا کہ میری قبر کی کوئی پرستش نہ کرے۔ اگر یہ تعلیم نہ ہوتی تو تمام دُنیا میں جس قبر کی سب سے زیادہ پرستش کی جاتی وہ آنحضرت صلعم کی ہی قبر ہوتی ۞

پھر میں دیکھتا ہوں کہ مسئلہ توحید باری کے ہمیشہ کے لئے مضبوط کرنے کے لئے لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ رکھا۔ کیونکہ پہلے زمانہ میں تمام قوموں نے نبیوں کو خدا کا شریک بنا لیا تھا۔ اور ان کی پرستش کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے یہ ساتھ رکھا۔ کہ خدا تعالےٰ تو ایک ہی ہے۔ میں صرف اس کا بھیجا ہُوا ایلچی ہوں مخالفین اسلام اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ خدا کی توحید کے ساتھ اپنا بھی نام لکھ دیا ہے۔ لیکن یہ ان کی بے وقوفی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں نے خدا بنایا۔ رام چندر جی کو خدائی کا درجہ دیا گیا۔ زرتشتیوں نے اپنے نبیوں کی طرف خدائی صفات منسوب کیں۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ لگانے سے مسلمانوں کے مُنہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے۔ وہ مسلمان جو اپنے مُنہ سے عبدہٗ ورسولہٗ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کہیگا۔ کیا وہ آپ کی نسبت کوئی ایسا کلمہ کہہ سکتا ہے۔ جو شرک کے درجہ کو پہنچ جائے ہرگز نہیں ۞

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری عمر اسی مقصد میں گذری۔ پھر آپ نے رحلت فرماتے وقت بھی اس کی نصیحت فرمائی۔ پھر ہمیشہ کے لئے ایسے کلمات رکھے۔ جن سے توحید کی بناء مضبوط رہے۔ پس اس تعلیم کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ وہ عرب جو کئی قسم کے شرکوں میں مُبتلا تھا۔ وہ عرب جو شرک میں تمام دنیا سے بڑھا ہُوا تھا۔ اور جس کی نظیر روئے زمین پر نہ مل سکتی تھی۔ وہ عرب جو دنیا کی ہر ایک چیز کو خدا کا شریک سمجھتا تھا۔ وہی عرب لا الٰہ الا اللہ کی آواز سے ایسا گونجا کہ دنیا کے کونوں تک آواز پہنچ گئی۔ یا تو ساری دنیا کے شرکوں کا مسکن تھا۔ اب وہی عرب توحید کا مرجع اور منبع بنگیا۔ اور انہی عربوں نے جو خدا تعالیٰ کے ہزاروں شریک ٹھہراتے تھے۔ دُنیا کے گوشے گوشے میں پھر کر توحید کو پھیلا دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مانند توحید کے پھیلانے میں کسی رسول کسی نبی اور کسی مجدد نے کوشش فکر اور محنت نہیں کی۔ پھر آپ نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے دو سفر

تبلیغ کا کام کٹھن ہے

مجھے گزشتہ ایک ماہ کے اندر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حسب ارشاد دو تبلیغی سفروں پر جانے کا اتفاق ہُوا ہے۔ اور محض خدا ہی کے فضل سے ہر دو جگہ احمدؐ کے مقدس نام کو ناواقف مخلوق خدا کے سامنے پیش کرنے کی توفیق ملی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ان سفروں سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ تبلیغ کا کام کٹھن ہے۔ مبلّغ کا محض علم پر بھروسہ رکھنا نادانی ہے اُس کا یقین خدا کے فضل و تائید پر ہونا چاہیئے۔ اور اُسے صرف اسی مالک الملک کے عتبہ عالیہ پر جبہ سائی کرکے اسی کی مدد کا خواستگار ہونا لازم ہے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ نفس کے موٹے پر کو گھر سے نکلنے کے قبل دبلا بلکہ ذبح کر دے۔ کیونکہ جس راستہ سے خدا کے مقدس سپاہی کو گزرنا ہے۔ وہ تنگ ہے۔ اور نفسوں کی موٹائی اس میں سے نکلتے وقت حارج ہوگی۔

پہلا سفر

میرا پہلا سفر قصبہ راٹھ۔ ضلع ہمیرپور کی طرف تھا۔ اور اس میں مجھے ۷۵ میل کا سفر کرنا پڑا۔ منزل مقصود کل پہاڑ ریلوے سٹیشن سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر تھی۔ راستہ ایسی پہاڑیوں کے درمیان سے گزرتا تھا۔ جو سبزی سے معرّا اور گرمی سے سخت متاثر تھیں اور ہم کو بتایا گیا۔ کہ اس علاقہ کی لُو بعض اوقات مسافروں کے لئے مہلک ثابت ہوئی ہے۔ اس لُو کے صحرائے عرب کی سموم سے مشابہت رکھنے والے جھونکوں کا مجھے بھی ذاتی تجربہ ہُوا اور اُس وقت مجھے خیال آیا۔ کہ

ایک اہم نتیجہ اور دعا

داعیان اسلام کو ابتداءً کیا کیا صعوبتیں اٹھانی پڑی ہونگی۔ اور کفار کی سخت مخالفت کے علاوہ ان کو عناصر سے بھی کس قدر سابقہ پڑا ہوگا۔ اس احسان عظیم کو یاد کرکے اور اسلام کے نام لیواؤں کی موجودہ حالت خصوصاً اُس علاقہ کی مسلمہ جہالت پر نظر کرکے میرے قلب میں ایک درد پیدا ہُوا۔ اور دیر تک خاموش لیٹا سوچتا رہا۔ کہ بار الہا! ایک وہ تھے۔ جنھوں نے اسلام کی اشاعت کی۔ ایک اب رسول اللہ کی جانشینی کے مدعی ہیں۔ مگر ان کو اشاعت تو درکنار حفاظت کا بھی خیال نہیں۔ پھر میں نے دعا کی۔ کہ مولا! احمدؐ کی جماعت تیری ہی مدد کی اہل ہے۔ پس ایسے سامان پیدا کر۔ کہ ہم تکالیف کی پرواہ نہ کرکے صبر کے عادی ہو کر حقیقی داعی اسلام کی اوصاف لیکر پیغمبر عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے گمراہ شدہ افراد کی رہنمائی کا موجب ہوں۔

اودھ کے مسلمانوں کی حالت

خیالات کے اتار چڑھاؤ نے اور مسلمان باشندوں کی خصوصیّت سے قابل رحم حالت نے مجھے ایک پرانا واقعہ یاد دلادیا۔ کوئی گیارہ برس کا عرصہ ہُوا جب میں ابھی اکونہ ضلع بھڑائچ میں تھا۔ اُس وقت مجھے میرے ایک دوست نے جو سرکاری عہدہ دار تھے۔ اپنا مفصّلہ ذیل قابل عبرت و غیرت مکالمہ سنایا۔ اور فرمایا۔ "میں نماز پڑھنے کے لئے ایک مسجد میں کھڑا تھا۔ پاس سے ایک شخص گذرا۔ اُس کے ساتھ میرا مفصلۂ ذیل مکالمہ ہُوا۔

میں۔ ارے میاں تم کون ہو۔ تمہارا نام؟

دیہاتی۔ مسلمان ہوئے رہوں) ماتا دین نام ہوئے

میں۔ نماز پڑھو۔ وقت ہے۔

دیہاتی۔ نماز پڑھوے کا برادری کا رکھوے (نماز پڑھیں کہ برادری کو رکھیں)

میں۔ تم کس کے بندے ہو؟

دیہاتی۔ کا ہم یہو ناہیں جانت ہیں۔ ہم گاجی میاں کا بندہ ہوئے۔ (کیا ہم یہ بھی نہیں جانتے۔ ہم سید سالار مسعود غازی (جنکی خانقاہ بھڑائچ میں ہے) کے بندے ہیں)

یہ ایک واقعہ ہے۔ جس سے صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے دیہاتی مسلمانوں کی آج سے گیارہ سال قبل کی حالت کا اظہار ہوتا ہے۔ کیا اس میں کوئی اصلاح ہوئی؟ ہرگز نہیں بلکہ مشاہدہ بتلاتا ہے۔ کہ حالت پہلے سے ابتر ہے۔

میرا قیاس اور کوششیں

جب میں نے اوّل اوّل اس حالت کا مشاہدہ کیا۔ اور مسلمانی صرف مٹی کے برتنوں۔ ذلیل حالت محرم کے تابوتوں اور علموں کے اٹھانے کا نام پایا۔ تو مجھے گمان ہُوا تھا۔ کہ مبادا یہ لوگ آریہ سماج یا عیسائیت کا شکار ہو جائیں۔ اس خطرناک حالت کو دیکھ کر میں نے مقبرہ سید سالار مسعود غازی کی جاگیر کے مہتمموں کو لکھا۔ کہ وہ اپنے مولویصاحب کو جنکا نام فصاحت عالم تھا۔ علاقہ میں وعظ کرنے پر مامور کریں۔ مگر مولوی صاحب یہ تکلیف کہاں گوارا کر سکتے تھے۔ میری آواز ایک مرزائی کی آواز تھی۔ وہ ہوا میں غائب ہوگئی۔ میں نے نواب محسن الملک کو لکھا۔ لکھنؤ کانفرنس میں پرائمری سکولوں کے کھولنے اور دیہات کی خبر لینے کا ریزولیوشن پیش کراکر پاس کرالیا لیکن اُس پر عملدرآمد آج تک کالعدم ہے۔ اسی اثناء میں سرکار کے آریہ سماجی عہدہ دار اصل حالت کو بھانپ گئے۔ میرا قیاس صحیح نکلا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں پنڈت بھوجدت صاحب تشریف لائے۔ مسافر نکلا۔ گندے ٹریکٹ بہرائچ سے شائع ہونے لگے۔ آریہ واعظ دیہات میں پھرنے شروع ہوئے۔ اکونہ میں ایک پنشنر ڈاکٹر تھے۔ وہ بلا معاوضہ اور بلا اظہار خدمت و حصول شہرت اپنا کام کرتے رہتے۔ پنڈت بھوجدت کے صاحبزادے ڈاکٹر لکشمی دت اکونہ میں ڈاکٹر تھے۔ اور یہ مجسم اپدیشک بھی تھے ان کوششوں کے مقابل مولوی صاحبان کا پہلا زور تو یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو میرے برخلاف اُکسایا۔ اور ایک میرے دوست سے کہا۔ "اس کی روٹی بھی تمہارے چولھے پر نہ پکنی چاہیئے"۔ اور خدمت اسلام کا یہ حال کہ اوّل تو گھر سے باہر نکلنا بھی مشکل۔ اگر نکلے تو کچھ تعویذ کر آئے۔ باقی جاہل مسلمانوں کو چھری پڑھ کر دے آئے۔ اب ہر روز تکبیر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ مولوی صاحب کے دوسرے دورہ تک ایک ہی چھری کافی ہے۔ اس سے روز ذبح کر لیا کریں۔

میں باوجود مخالفت مولود کی مجلسوں میں چلا جاتا۔ اور بن بُلائے مہمان کی طرح خود بخود جا بیٹھتا۔ رسول اللہ کی سیرت سنا دیتا۔ اور مخالفین کو یہ کہتے ہوئے چھوڑ آتا۔ یہ مرزائی ہے اس کی بات نہ سننی چاہیئے۔ اور گو آریہ سماج کی کوششوں کا مقابلہ بظاہر میرے لئے ناممکن تھا۔ لیکن خدا کا فضل ملاحظہ ہو کہ میں ابھی مسافر کے ٹریکٹوں کا جواب لکھ ہی رہا تھا۔ کہ آسمان پر سے مسافر کو کوچ کا حکم ہوگیا۔ اور وہ ... بعض حالات کے ماتحت مسعود غازی کی درگاہ کے قریب آگرہ کو سفر کرنے پر مجبور ہُوا۔ اس کے جانے کے بعد ہی میں بھی دار الامان میں آگیا۔ اور اب گیارہ سال بعد اودھ کی حالت دیکھی۔ تو میں رنج و الم سے لکھتا ہوں کہ اس میں تغیر اگر ہوا ہے۔ تو صرف یہ کہ جہاں جگہ جگہ آریہ سماجیں کھل گئی ہیں۔ کثرت سے مسلمان مرتد ہو چکے ہیں۔ وہاں اب مسلمانوں کے مذہبی جلسے بھی شروع ہو گئے ہیں۔ اور اس میں احمدیوں کو بھی بولنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ جو انشاء اللہ اُن کے لئے مفید ہوگا۔

راٹھ کا راستہ

جاتے وقت ہمارے راستہ کا بیشتر اور آباد حصہ رات کے وقت کٹا۔ جو حصہ دن کے وقت گذرا۔ اُس میں ہم کو ریل کی سڑک کے دونوں طرف غیر آباد چٹانوں اور معدودے چند جھونپڑوں کے سوا کوئی دلکش منظر نظر نہ آیا۔ البتہ گٹھئی نام سٹیشن سے ۳ میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ نظر آتا تھا۔ جس کی نسبت بتایا گیا۔ کہ اس پر مہوپ کنڈ نام تالاب ہے۔ اس کے پاس شنکر آچاریہ کا ٹھ ہے۔ ایک بڑا میلا ہر سال لگتا ہے۔ رات کو پہاڑ پر کوئی نہیں جاسکتا۔ ایک سدھ مہاراج رہتے ہیں۔

کُل پہاڑ

شنکر آچاریہ ہندو واعظ کا نام میرے لئے سبق آموز تھا۔ اس کی تبلیغی کوششیں بدھ مذہب کا کامیاب مقابلہ اور دکن سے چلکر تمام شمالی ہند میں وعظ کرنا اور جا بجا لوگوں کو اپنا رام کرلینا ایسے واقعات تھے۔ کہ جنکی یاد میرے قلب میں گوناگوں خیالات پیدا کرتی اور خدمت اسلام کے لئے رشک دلاتی تھی۔ میں اسی حالت میں تھا۔ کہ کُل پہاڑ کا سٹیشن آگیا۔ ہم اُترے اور جو پڑیوں کے قصبہ میں پہنچے۔ اس کے چاروں طرف پہاڑیاں ہی پہاڑیاں تھیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس کا نام کل پہاڑ رکھا گیا۔ یہ مقام تحصیل ہے۔ یہاں ایک ورنیکولر مڈل سکول ہے بہت بڑا مسیحی زنانہ مشن ہے۔ دجال کی رسیاں چلتی پھرتی نظر آتی تھیں۔ سنا ہے۔ کہ قحط کے زمانہ میں انکو کافی شکار ملتا ہے اس مقام کی آبادی ۴ ہزار ہے۔ جس میں سے مسلمان صرف ۱۵۰ ہیں۔ ۲۵۰ طلباء میں سے سکول میں ۵ مقامی مسلمانوں کے بچے ہیں۔ مدرسے کے ۲۸ اساتذہ میں سے ۶ آریہ سماجی ہیں

قصبہ راٹھ

منزل مقصود پر پہنچکر میں نے اور برادرم ماسٹر محمد یوسف نے جو تقریریں کیں۔ اور ان کا جو نیک اثر ہوا۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ میں نے سلسلہ کے متعلق اپنی تقریروں میں پھر گھر پر آنے والوں سے علیحدہ ذکر کیا۔ جو توجہ سے سنا گیا۔ میری تقریر کا خاتمہ اس دعا پر تھا۔

دین ہو دین احمدی کل کا
ہو طریقہ محمدی کل کا

اس دعا کے ساتھ ہم راٹھ سے رخصت ہوئے۔ اور لوگوں کے اخلاص پر خوش تھے۔ لیکن مسلمانوں کی گری ہوئی حالت ہمارے لئے دُکھ کا موجب تھی۔ ۸۰ ہزار کی آبادی ہے۔ مسلمان نصف کے قریب ہیں۔ رؤساء بھی ہیں۔ ایک رئیس صاحب نے ہماری دعوت بھی کی۔ اور پر تکلف کی۔ لیکن باہمی عداوت ہے۔ تعلیم کی طرف سے لاپرواہی ہے۔ آریہ سماج نے اس حالت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ایک انگریزی مڈل سکول کھولا ہے۔ سماج مندر بنالیا ہے۔ آئندہ سرگرمیوں کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم آریہ سماج سے سبق سیکھ کر راٹھ کو مرکز بنائیں۔ وہاں ایک مدرسہ کھولدیں۔ تو ہمارا مدرس یا مبلّغ ۱۵ قریب کے دیہات میں بآسانی تبلیغ کا کام کرسکتا ہے۔ ان تمام دیہات میں ادھ کی مسلمانی کا نمونہ موجود ہے۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی ہے۔ اور حضور کے حکم کے ماتحت خط وکتابت ہو رہی ہے۔ جس کے طے ہونے پر انشاء اللہ یہ کام شروع ہو جائیگا۔

گوالیار کا قلعہ

اس سفر سے واپس آتے ہوئے جھانسی سے آگے کا سفر دن کے وقت ہوا۔ گوالیار کا مشہور قلعہ ریل میں بیٹھے بیٹھے دکھائی دیا۔ اس قلعہ کو دیکھتے ہی ہمارے قلب میں حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا زمانہ۔ آپکی ایذا دہی۔ شیعہ نورجہاں کی مخالفت اور حضرت اقدس مجدد علیہ الرحمتہ کا قید ہو کر اس قلعہ میں نظر بند رکھا جانا سب ایک آن کے لئے آنکھوں کے سامنے آگیا۔ ان سب سے بڑھ کر جب میں نے یاد کیا۔ کہ وہ اللہ کا پیارا قید خانہ میں تبلیغ کا کام کرتا رہا۔ اور بہت سے بندگان خدا کو ان کے قید ہونے سے بھی فائدہ پہنچا۔ تو مجھے اپنی حالت پر شرم آئی اور خدا تعالےٰ سے خدمت اسلام کی توفیق چاہی۔

کرشن کی یاد

ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ کہ گاڑی اُس متھرا میں پہنچی۔ جو ہندوستان کے روحانی چاند کرشن دیو کا مسکن و مولد ہے۔ متھرا کو دیکھتے ہی متھرا باسی کی یاد اور پھر اُس کے مثیل قادیانی کرشن کی پیاری صورت کا تصور بندھ گیا۔ اور اُس وقت میں نے بے اختیار ہو کر گایا۔

کدیاں کے بسیا من موہن میری تیّا پار لگادیجو
توری پیاں پڑوں میں جوری کروں گھونگھٹ کو نیک سا اٹھادیجو
پیاجب سوں سگئے ناہیں موری سنی بیں تو کچھ پاتر سن بھیجی۔
سُن گُن نہ جری بھی پیا کی ملی کوؤ واکی نگریا پہنچا دیجو!
پیاجب سے ہیں توہ سے نین لگے مورے نینوں میں نیند کبھوں نہیں
توری موہنی صورت ہرے بسے تنی نیچی نجریا اٹھادیجو!

میں اپنے کرشن کی یاد میں منہ سے گاتا گاتا تھا۔ اور دل اندر ہی اندر بیتاب تھا۔ کہ کس طرح متھرا کی گلیوں میں پھروں جمنا کے کنارے پر جاؤں۔ لیکن قسمت نے یاری نہ کی موقعہ نہ ملا دجال کا گدھا چلا اور زور سے چلا۔

متھرا کے بعد اگر کوئی مقام قابل ذکر تھا۔ تو وہ احمد کرشن کا استھان مقدس قادیان ہی تھا۔ جہاں آکر اطمینان قلب اور آرام جان ملا۔ ایک سفر کا خاتمہ ہوا۔ الحمدللہ۔

رپورٹ

انجمن مبلغین کے ہفتہ وار جلسہ میں جو کہ بروز جمعہ منعقد ہوا۔ "مسلمان کس طرح ترقی کرسکتے ہیں"۔ اور بائیبل میں تحریف پر تقریریں ہوئیں۔ جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے بحیثیت پریزیڈنٹ ریویو فرماتے ہوئے بائیبل میں تحریف کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ کتاب الہامی ہو سکتی ہے۔ جس میں اختلاف نہ ہو۔ لیکن انجیل میں ایک جگہ تو یہ تعلیم ہے۔ کہ اگر کوئی تمھاری داہنی گال پر طمانچہ مارے۔ تو بائیں بھی اُس کی طرف پھیر دو۔ اور دوسری جگہ یہ لکھا ہے۔ کہ اپنے کپڑے بیچ کر تلواریں خرید لو۔ جو کہ بہت بڑا اختلاف ہے پھر انجیل میں حضرت مسیح شراب بنانے کی ترکیب بتاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ کہ میں پہلی تعلیم کو گھٹانے بڑھانے نہیں آیا۔ تو جس صورت میں شراب کی مذمت توریت میں بیان کی گئی ہے۔ ان دونوں باتوں میں کسطرح تطبیق دی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے قرآن شریف کے الہامی ہونے پر قرآن شریف سے ہی دلائل دیئے۔ (باقی آئیندہ)

(خاکسار غلام نبی بلانوی سکرٹری)

نومبائعین

(۱) حسن دین صاحب خلف قاضی حکیم علی محمد صاحب ظفروال۔ (۲) محمد اسمٰعیل صاحب معہ اہلیہ و فرزند و (۳و۴) دو دختران گورداسپورہ۔ (۵) غلام محی الدین صاحب معہ فرزند و (۶) دختر گورداسپورہ۔ (۷) امام الدین صاحب تھہ پٹھاناں ضلع گورداسپورہ۔ (۸) نمبردار پھیروچیچی (گورداسپورہ) (۹) مستری رحیم بخش صاحب معہ (۱۰) ہر دو اہلیہ۔ انجمن شیڈ ملکوال (۱۱) الہ داد خاں صاحب مقام سارچور۔ (گورداسپورہ) (۱۲) محمد الدین صاحب زمیندار۔ بوتالہ جھنڈا سنگھ۔ (گوجرانوالہ)

گنگا

... "ہندو لاہور" ایک معتدل پالیسی کا روزانہ پرچہ ہے اور اُسے نہایت قابلیت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے اب اس کا ہفتہ وار ایڈیشن گنگا کے نام سے نکلنا شروع ہوا ہے جو بہت عمدہ اور دلچسپ ہے سالانہ چندہ دو روپیہ۔

(ب) جھنگ سیال ہفتہ وار بھی آب وتاب سے نکلتا ہے۔ اور اس کا مضمون بھی پڑھنے کے قابل ہوتا ہے۔